حضرت محمد مصطفیؐ کا پیغام اخوت اور خطبہ حجۃ الوداع

خواجہ عبدالمنتقم

جائزہ

آر ایس ایس کے سربراہ جناب موہن بھاگوت یہ فرما رہے ہیں کہ پیغمبر صاحب کا اسلام کیا ہے؟ یہ سمجھنا ہوگا اور ہمیں اس ملک کے تمام لوگوں کو اپنا بھائی سمجھنا چاہیے۔ ہر ذی شعور اور ذی عقل شخص کو چاہیے کہ وہ صحیح بات کو ہمیشہ صحیح کہے خواہ وہ کسی نے بھی کہی ہو۔ ہمارے نبیؐ تو صدیوں قبل بطور رحمۃ اللعالمین پوری دنیا کو پیغام اخوت دے چکے ہیں۔ بقول خواجہ صولت حسین صولت سنبھلی:

ادا کیسے کریں ہم شکریہ شمع رسالتؐ کا
سبق جس نے دیا ہم کو محبت کا اخوت کا

خطبۂ حجتہ الوداع: حضور اکرمؐ نے اپنے وصال سے قبل جو آخری خطبہ دیا تھا، اسے خطبۂ حجتہ الوداع کہا جاتا ہے اور اس کا نفس موضوع اس بات کا شاہد ہے کہ یہ حقوق انسانی کا مثالی اور ابدی منشور ہے جو اس وقت وجود میں آیا جب دنیا کے لوگ ’انسانی حقوق‘ جیسی اصطلاح تک سے بھی واقف نہ تھے۔ حضور اکرمؐ نے سیکڑوں سال پہلے انسان کو عطا کیے جانے والے ان حقوق کی بات کی تھی جنہیں گزشتہ صدی میں انسانی حقوق کا نام دیا گیا اور لوگوں کو یہ لگا جیسے کہ انسانی حقوق کی اصطلاح کوئی نئی وضع کی گئی اصطلاح ہے۔ آج عالمگیریت کے اس دور میں چاہے میکنا کارٹا (منشور اعظم) 1215ء، قانون حبس بے جا 1679ء، فطری قانون، امریکہ کا اعلان آزادی 1776ء، اقوام متحدہ کا انسانی حقوق سے متعلق عالمگیر اعلامیہ 1948ء منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق، یا اس صدی کے اوائل میں اقوام متحدہ کے ذریعے منظور کیے گئے گلوبل ایجنڈے یا نیو ملینیم ڈکلیریشن جیسی دستاویزات کی بات ہو، جن میں مساوات، مساوات مردوزن، انسانی جان کے احترام وتعظیم، عالمی برادری میں یگانگت، عالمگیریت، ماحولیاتی تحفظ، خواتین کے حقوق، نسلی امتیاز کا خاتمہ، انصاف، نصفت، جیسے انسانی حقوق عطا کیے جانے کی بات کہی گئی ہے، حضور اکرمؐ نے اپنے آخری میں خطبہ میں ان کا اس طرح ذکر کیا ہے اور تمام انسانوں پر اس پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے کہ آج تک ان کا یہ خطبہ ہر مذہب ومکتب فکر کے ماننے والوں کے لیے مشعل راہ کا کام کررہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خطبہ مظلوم، مقہور، کمزور، مجبور انسانوں اور سسکتی اور دم توڑتی مظلومیت کی شکار اور طبقاتی ونسلی عصبیتوں سے جوجھتی اس دنیا کی اصلاح اور فلاح کے لیے حقوق وفرائض کا سرمد، حتمی، عملی وابدی منشور ہے اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ حضور اکرمؐ کا یہ پیغام یقینی طور پر اس مظلوم دنیا کے لیے ایک انقلابی فرمان اور مژدۂ جاں فزاں ثابت ہوا اور نہ صرف مسلمان مؤرخوں بلکہ غیر مسلم دانشوروں، تاریخ دانوں، اصحاب قلم، مفکروں وفلسفیوں نے اس بات کو نہ صرف مانا ہے بلکہ قلم بند بھی کیا ہے کہ اسلام اپنے ان اصولوں کی ہی وجہ سے دنیا کے ہر ہر کونے میں پہنچا اور یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا محض متعصبانہ ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔ انسانی حقوق اسلام کے نظریہ حیات کا لازمی ودائمی جزء لاینفک ہیں جنہیں حقوق العباد کی شکل میں عملی جامہ پہنانے کی ضمانت فراہم کی گئی ہے۔ اس عظیم انسان کو یک ایسا فرد واحد کہنا غلط نہ ہوگا جس نے دنیا کی بیشتر جغرافیائی حدود میں اپنے پیغام انسانیت کو پہنچایا اور وہ بھی ایک ایسی ابدی شکل میں جس کا وجود تا قیامت قائم رہے گا اور ان اصولوں کو جو بھی فرد، جماعت، تنظیم، ادارہ یا حکومت زک پہنچانے کی کوشش کرے گی، اسے ظالم وجابر سمجھا جائے گا اور اس کے اس طرح کے فعل کو آج کے انسانی حقوق کے معیار کے مطابق بھی فعل مکروہ سمجھا جائے گا اور اسے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے زمرے میں رکھا جائے گا۔ آج ہر شخص جو بھی کسی میدان میں ذرا سی شہرت حاصل کرلیتا ہے تو وہ خود کو فرد واحد سمجھنے لگتا ہے مگر فرد واحد وہ ہے جسے دنیا سمجھے۔ یہ فرد واحد ہمارے حضورؐ ہی ہیں اور آج بھی ان کا یہ پیغام اور گنبد خضراء سے دنیا کے ہر ہر کونے تک پہنچنے والی مذہب اسلام کی روشنی اس بات کی گواہ ہے کہ حقیقی معنوں میں یہی وہ فرد واحد ہے جو آیا اس دنیا میں بن کر حامی غم نصیبوں کا، آسرا بیکسوں کا، مشفق غریبوں کا، معاون کمزوروں کا، جس نے توڑ دیں دیواریں رنگ ونسل کی، قوموں وقبیلوں کی اور بخشی انسان کو انسان کی عظمت، ختم کردی برتری گوروں کی کالوں پر، دولت مندوں کی غریبوں پر اور بادشاہوں کی غلاموں پر۔ یہی وہ عظیم ہستی ہے جس نے انسانی حقوق کے اولین علمبردار کی حیثیت سے نوع انسانی کو انسانی حقوق کا دائمی پیغام دیا۔ خطبۂ حجتہ الوداع 9 ذی الحجہ 10ھ بمطابق 6 مارچ 632ء، انسانی حقوق کا عالمی اور دائمی منشور ہے۔ اگر اسے انسانی حقوق کا مکمل چارٹر کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اس تاریخی دستاویز میں تقریباً وہ تمام انسانی حقوق موجود ہیں جو دور جدید کی انسانی حقوق سے متعلق تمام اہم دستاویزات میں موجود ہیں۔ اس میں حق مساوات، عدل وانصاف، امن وآشتی اور بقائے باہمی کا حق، عزت نفس، انسانی جان کے تحفظ کا حق، عورتوں کے حقوق وغیرہ سے متعلق توضیعات شامل ہیں۔ اس خطبہ کی توضیعات اور اس سے حاصل ہونے والے انسانی حقوق کی روشنی میں اسے حجۃ الاسلام، حجۃ التمام، حجۃ الکمال اور حجۃ البلاغ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس کا اخوت ویگانگت سے متعلق حصہ اس طرح ہے۔ ’’اللہ کے بندو! میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ مسلمان کون ہے؟ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔ لوگو! رب ایک ہے سب کے سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے یعنی آدمؑ وحواؑ سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کردیا۔ اپنے غلاموں سے اچھا سلوک کرو، ان کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو... خواتین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ تمہاری بیویوں کا تمہارے ذمہ حق ہے اور تمہارا ان پر... سنو! اگر بیٹا جرم کرتا ہے تو باپ مستوجب سزا نہیں اسی طرح اگر باپ جرم کرتا ہے تو بیٹا اس کا ذمہ دار نہیں...‘‘ رحمۃ للعالمین کی ذاتِ اقدس نے مساوات کے اس تصور کو عملاً بام عروج تک پہنچایا اور انسانی عظمت اور بنی آدم کے شرف کو بام ثریا تک پہنچا دیا۔ آج تک بھی مشرقی ومغربی غیر مسلم مفکرین آپؐ کی اس مساویانہ پہل کی تعریف کرتے ہیں۔ آپؐ کے اخوت ویگانگت کے بارے میں خیالات آج بھی اس پرآشوب دور میں سب کو دعوت فکر دے رہے ہیں۔ ہماری بدنصیبی ہے کہ آج صرف چند لوگوں کی غلطیوں اور کچھ لوگوں کی غلط سوچ نے ہمارے پرامن مذہب اسلام کو اس طرح بدنام کردیا ہے کہ جیسے ہمارا مذہب دہشت گردوں اور ظالموں کا مذہب ہو۔ حالانکہ ہمارا مذہب تو امن وسکون اور صلح وآشتی کا پیغام دیتا ہے۔ یہ تو وہ مذہب ہے جو ایک انسان کے قاتل کو پوری انسانیت کا قاتل قرار دیتا ہے اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ جس نے ایک انسان کو ناحق قتل کیا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کی جان بچائی اس نے تمام انسانوں کی جان بچائی۔

(مضمون نگار ماہر قانون، آزاد صحافی، مصنف، سابق بیوروکریٹ وبین الاقوامی ادارہ برائے انسانی حقوق سوسائٹی کے تاحیات رکن ہیں)

amkhwaja2007@yahoo.co.in

> رحمۃ للعالمین کی ذاتِ اقدس نے مساوات کے تصور کو عملاً بام عروج تک پہنچایا اور انسانی عظمت اور بنی آدم کے شرف کو بام ثریا تک پہنچا دیا۔ آج تک بھی مشرقی ومغربی غیر مسلم مفکرین آپؐ کی اس مساویانہ پہل کی تعریف کرتے ہیں۔ آپؐ کے اخوت ویگانگت کے بارے میں خیالات آج بھی اس پرآشوب دور میں سب کو دعوت فکر دے رہے ہیں۔ ہماری بدنصیبی ہے کہ آج صرف چند لوگوں کی غلطیوں اور کچھ لوگوں کی غلط سوچ نے ہمارے پرامن مذہب اسلام کو اس طرح بدنام کردیا ہے کہ جیسے ہمارا مذہب دہشت گردوں اور ظالموں کا مذہب ہو۔

یہ وقت کس کی رعونت پہ خاک ڈال گیا

انجینئر خالد رشید (علیگ)

تجزیہ

ملک نے گزشتہ 75 سالوں میں لاتعداد الیکشن دیکھے جن میں مرکزی اور صوبائی الیکشن شامل ہیں لیکن 2024 کا الیکشن کئی اعتبار سے ان تمام انتخابات سے مختلف رہا۔ یوں تو بی جے پی کے دس سالہ اقتدار کی تاریخ میں بہت سے کاموں کو تاریخی قرار دیا گیا مثلاً جی ایس ٹی، نوٹ بندی، تین طلاق، سی اے اے، دفعہ 370 وغیرہ، لیکن 2024 کا الیکشن اس لحاظ سے تاریخی رہا کیونکہ الیکشن کمیشن کی جانبداری، جھوٹ پہ مبنی بیانات، حزب اختلاف کے قائدین کے سروں پر لٹکی سرکاری ایجنسیوں کی تلواروں، الیکشن کے درمیان حزب اختلاف کے وزرائے اعلیٰ کی گرفتاریوں، تمام حدوں کو عبور کرتی مذہبی منافرت کی تقریروں، جانبدار میڈیا کے یکطرفہ کرداروں، پران پرتشٹھا اور بے دریغ دولت کے استعمال کے باوجود حزب اقتدار کا جیت کے لیے مطلوبہ نشستوں کے ہدف کو پورا نہ کرپانا ایک تاریخی واقعہ ہے جس کو ملک کی انتخابی تاریخ میں جمہوریت کی فتح اور عوام کی جیت کے طور پر یاد کیا جائے گا۔ بہرحال اب تو نتائج بھی آچکے ہیں، کابینہ کی تشکیل کا کام بھی مکمل ہوچکا ہے اور وہ انتخابی مہم جس نے ملک کی جمہوریت کو شکست دینے کی ناکام کوشش کی، ختم ہوچکی ہے، اب امید کی جانی چاہیے کہ مودی جی ان گارنٹیوں کو پورا کریں گے جن کا اعلان وہ انتخابی مہم کے دوران سینا ٹھوک ٹھوک کے کیا کرتے تھے۔ مودی جی نے کابینہ کے قلمدانوں کا بٹوارہ جس انداز میں کیا ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ حکومت کی پالیسیوں میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی واقع نہیں ہوگی لیکن یہ سرکار بیساکھیوں کے سہارے چلے گی، اس میں بھی کسی شک کی گنجائش نہیں، کم سے کم اس وقت تک جب تک کچھ چھوٹی پارٹیوں میں توڑ پھوڑ کر کے 240 کو 272 نہیں کرلیا جاتا۔ یہ کام کتنے دنوں میں ہوگا یہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن بی جے پی کے ماضی کے ریکارڈ پر نظر ڈالیں تو یہ کام یعنی دوسری پارٹیوں میں آپریشن کمل ایک معمول کی کارروائی ہے جس کو کبھی بھی انجام دیا جاسکتا ہے لیکن فی الحال بی جے پی کے لیڈروں کی وہ گردنیں جو 400 پار کے نعروں سے آسمان تکنے لگی تھیں، ان میں کچھ لچک ضرور پیدا ہوئی ہے۔ وہ مودی جی جو بی جے پی کے منشور کو بھی مودی کی گارنٹی بتایا کرتے تھے اور 56 انچ کا سینہ ٹھونک کے حزب اختلاف کو جیل میں ڈالنے کا دعویٰ کیا کرتے تھے، اب یہ تسلیم کررہے ہیں کہ یہ حکومت بی جے پی کی نہیں، این ڈی اے کی حکومت ہے۔ مودی جی اسی نتیش کمار کو بغل میں بیٹھا کر تصویریں کھینچوا رہے ہیں جن کو اپنی ریلیوں میں اسٹیج پہ گوارہ نہیں کرتے تھے، اسی چندر بابو نائیڈو کی حلف برداری میں شرکت کی، جن کو گزشتہ سال ہی کرپشن کے الزام میں جیل بھجوایا تھا، صرف اتنا ہی نہیں بدلے ہوئے حالات میں بی جے پی کے اندر مودی مخالف آوازوں کے بلند ہونے کے امکانات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا، جس کا اشارہ گڈکری نے دے دیا ہے نیز یہ کہ وہ آر ایس ایس جس کی ضرورت بقول جے پی نڈا بی جے پی کو نہیں رہی تھی، وہ بھی کھلے عام مودی جی کو راج دھرم یاد دلانے لگی ہے۔ موہن بھاگوت کا حالیہ بیان اسی سمت اشارہ کرتا ہے کہ اب سنگھ مودی کی من مانی برداشت کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بی جے پی کی یہ شکست ان دو وزرائے اعلیٰ کے لیے بھی سنجیونی ثابت ہوئی ہے جو مودی اور شاہ کی جوڑی کو ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے۔ ان دونوں کے لیے بھی یہ نتائج سنجیونی ثابت ہوئے۔ نتیش کمار اور یوگی آدتیہ ناتھ دونوں کو آکسیجن مل گئی۔ کچھ قارئین کو شاید میرے اس تبصرے پر تعجب ہو لیکن اگر حقائق پر تھوڑا غور کریں تو میری بات سے اتفاق کریں گے۔ نتیش کمار کی سیاسی پلٹی اور اپوزیشن اتحاد ’انڈیا‘ چھوڑنے کے بعد نتیش کمار کی سیاسی شبیہ کو زبردست نقصان ہوا تھا۔ سیاسی مبصرین کہہ رہے تھے کہ بہار میں ان کی سیاسی اننگ اب ختم ہوچکی ہے اور آنے والے صوبائی الیکشن میں بی جے پی ان کو کنارے کردے گی یا کم سے کم اپنی شرطوں پر این ڈی اے میں شامل کرے گی لیکن بدلے ہوئے حالات میں ایک بار پھر آنے والا اسمبلی الیکشن بی جے پی کو نتیش کمار کی شرطوں پر لڑنا ہوگا۔ حالاں کہ یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ نتیش بھی ہوا کا رخ بھانپنے میں پوری طرح ناکام رہے، اگر وہ اپوزیشن اتحاد ’انڈیا‘ میں شامل رہ کر الیکشن لڑے ہوتے تو نہ صرف ’انڈیا‘ بہار میں کم از کم 25 نشستیں جیت کر اکثریت حاصل کرلیتا بلکہ آج نتیش کمار وزیر اعظم کی کرسی کے اہم دعویدار ہوتے لیکن انہوں نے پلٹی ماری اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ اب نتیش کی سیاست ختم ہوجائے گی۔ اب نئے سیاسی منظرنامہ میں بہار تو کیا ملک میں بھی نتیش کمار کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں، کچھ ہی ماہ میں بہار میں صوبائی اسمبلی کے انتخابات ہونے ہیں اور اگر مودی جی کو مرکز کی حکومت بچانی ہے تو ایک بار پھر نتیش کی قیادت میں الیکشن لڑنا پڑے گا جو نریندر مودی اور امت شاہ کی مرضی کے عین خلاف ہوگا لیکن مجبوراً ان کو یہ کڑوا گھونٹ پینا پڑے گا۔ دوسری کرسی جو ان نتائج نے محفوظ کی، وہ یوگی آدتیہ ناتھ کی ہے۔ الیکشن کے دوران جو افواہوں کا بازار گرم تھا، ان میں سب سے مدلل افواہ یہی تھی کہ اگر مرکز میں بی جے پی ایک طاقتور پارٹی بن کر ابھرتی ہے تو اس کا پہلا شکار یوگی آدتیہ ناتھ کو بننا پڑے گا لیکن اس نئے سیاسی منظرنامہ میں مودی جی یوگی کو تبدیل کرنے کا خیال بھی دماغ میں نہیں لاسکتے، کیونکہ اب ایک ایک ممبر پارلیمنٹ کی اہمیت ہے، کون جانے کتنے ممبر یوگی کے وفادار ہوں، لہٰذا ان انتخابی نتائج سے یہ واضح پیغام ملا کہ ہر بیان تول کر دینا پڑے گا اور آنے والے کئی سالوں تک ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا پڑے گا۔ بقول افتخار عارف:

یہ وقت کس کی رعونت پہ خاک ڈال گیا
یہ کون بول رہا تھا خدا کے لہجے میں

khalidalig777@gmail.com

> الیکشن کے دوران جو افواہوں کا بازار گرم تھا، ان میں سب سے مدلل افواہ یہی تھی کہ اگر مرکز میں بی جے پی ایک طاقتور پارٹی بن کر ابھرتی ہے تو اس کا پہلا شکار یوگی آدتیہ ناتھ کو بننا پڑے گا لیکن اس نئے سیاسی منظرنامہ میں مودی جی یوگی کو تبدیل کرنے کا خیال بھی دماغ میں نہیں لاسکتے، کیونکہ اب ایک ایک ممبر پارلیمنٹ کی اہمیت ہے، کون جانے کتنے ممبر یوگی کے وفادار ہوں، لہٰذا ان انتخابی نتائج سے یہ واضح پیغام ملا کہ ہر بیان تول کر دینا پڑے گا اور آنے والے کئی سالوں تک ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا پڑے گا۔

اقوال زریں

- آمدنی سے بڑھ کر خرچ نہ کرو اور رتبہ سے بڑھ کر دعویٰ نہ کرو۔
- جتنی نیکی اور جیسا سلوک تم اوروں سے کرتے ہو، اس سے زیادہ کی امید اپنے لیے نہ کرو۔
- محبت اگر نیک نیتی اور صاف دلی سے ہو تو بڑی نعمت ہے۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA HYDERABAD

اندازِ حکمرانی بدلنے کی ضرورت

5 برسوں کی تیسری میعاد کار شروع کرنے والے وزیر اعظم نریندر مودی نے نئی حکومت میں پرانے وزرا کو وہی قلمدان دے کر شاید یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کے کام کرنے کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں ہونے والی ہے۔ جس طرح انہوں نے سابقہ دو حکومتیں چلائیں، اس بار بھی وہی انداز حکمرانی ہوگا۔ حالانکہ قیاس یہ لگایا جارہا تھا کہ جنتا دل متحدہ اور تیلگو دیشم پارٹی کا تعاون جاری رکھنے کی قیمت چکانی ہوگی، طور واطوار بدلنے ہوں گے، مجبوریوں اور مصلحتوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا لیکن انہیں نہ تو حکومت سازی میں کسی رخنہ اندازی کا سامنا کرنا پڑا اور نہ وزارتوں کی تقسیم کے معاملے میں کوئی اڑچن آئی۔ تمام بڑی اور اہم وزارتوں میں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ داخلہ، خارجہ، دفاع، خزانہ اور ریلوے جیسی اہم وزارتیں ان ہی وزرا کو سونپ دی جو گزشتہ بار تھے۔

ان کی ترجیحات کی فہرست بھی غالباً وہی ہے جسے وہ گزشتہ 10 برسوں سے اپنے سینہ سے لگائے گھوم رہے ہیں۔ اس فہرست میں بے روزگاری، مہنگائی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، ترقی، امن وامان، جمہوریت کا استحکام، سبھی کی شراکت داری وغیرہ جیسے عوامی موضوعات کا سرے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنے مربی اور سرپرست راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کی تادیب اور مشورہ نما ہدایت کے بعد منی پور کا دورہ ضرور کرتے اور امن وامان کے قیام کی کوشش کے ساتھ ساتھ فساد زدگان کی اشک سوئی کا منصوبہ بھی بناتے، مگر انہوں نے ایسا کچھ بھی نہ کر کے یہ واضح پیغام دے دیا کہ ان کی تیسری میعاد کار میں بھی امن وامان اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی ترجیحات کی فہرست میں جگہ نہیں پاسکی ہیں۔

اسے سوئے اتفاق کہیں کہ جس دن نریندر مودی تیسری بار وزارت عظمیٰ کے عہدہ کا حلف لے رہے تھے، اسی دن جموں وکشمیر میں مبینہ طور پر ویشنو دیوی جانے والے عقیدت مندوں پر دہشت گردانہ حملہ ہوا اور اس کے بعد سے تو حملوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جموں وکشمیر سے لے کر منی پور، چھتیس گڑھ وغیرہ میں پے درپے دہشت گردی اور فساد کے واقعات پیش آئے۔ پیر کے روز جموں وکشمیر کے کٹھوعہ میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے ایک شہری زخمی ہوا۔ اس سے قبل جموں خطہ کے ریاسی میں شیوکھوری غار مندر جانے والی بس پر حملہ کیا گیا تھا۔ بس بے قابو ہوکر کھائی میں جاگری۔ اس واقعہ میں 9 افراد ہلاک اور 33 زخمی ہوئے۔ کل منگل کی دیر رات جموں وکشمیر کے ڈوڈہ میں ایک فوجی اڈے پر حملہ ہوا، آج بدھ کی دوپہر تک دہشت گردوں اور سیکورٹی فورسز کے درمیان تصادم ہوتا رہا۔ اس واقعہ میں بھی ایک جوان کی جان گئی اور ایک دہشت گرد بھی ہلاک ہوا۔ اسی طرح چھتیس گڑھ میں بھی بدامنی کی چنگاری بھڑک رہی ہے۔ اس ریاست کے بلودا بازار میں پرتشدد مظاہرے میں کلکٹر اور ایس پی کے دفاتر کو آگ لگادی گئی، اس کے علاوہ 100 سے زائد گاڑیوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ اس واقعہ نے عوام کے ساتھ ضلع حکام اور سرکاری ملازمین میں دہشت پھیلادی ہے۔ پیر کے روز ہی منی پور میں مشتبہ کوکی دہشت گردوں نے جیری بام جانے والے پولیس قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا۔ اس میں ایک پولیس اہلکار زخمی ہوا۔ یہ واقعہ منی پور کے وزیر اعلیٰ این بیرین سنگھ کے ضلع کے دورے سے عین پہلے ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جیری بام ضلع عام طور پر پرامن رہتا ہے مگر وہاں گزشتہ ہفتے سے کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ وزیر اعظم نہ تو شورش زدہ منی پور گئے اور نہ ہی چھتیس گڑھ اور جموں وکشمیر کے معاملے میں کوئی امید افزا ردعمل ظاہر کیا ہے۔

منی پور ایک سال سے زیادہ عرصے سے پریشان ہے۔ کوکی اور میتئی گروہوں کے درمیان ہونے والے پرتشدد تنازعات کے سامنے انسانیت پوری طرح دم توڑ چکی ہے۔ چھتیس گڑھ نکسل متاثرہ ریاست ہے جہاں آئے دن دہشت گردی کے واقعات سامنے آرہے ہیں اور جموں وکشمیر میں امن اور معمول کی واپسی کے دعوے کے باوجود مسلسل ہو رہے دہشت گردانہ واقعات ملک میں بڑھتی بدامنی اور حکومت کی ناکامی کا کھلا اشتہار ہیں۔

امن وامان، ملک کا استحکام، سالمیت کا تقاضا ہے کہ وزیر اعظم مودی اپنی ترجیحات کی فہرست پر نظر ثانی کرنے کے ساتھ ساتھ سنگھ سربراہ موہن بھاگوت کے مشورہ کے مطابق انداز حکمرانی میں بھی تبدیلی لائیں۔ اپنی سیاسی سہولت اور وقتی مفاد سے اوپر اٹھ کر شورش زدہ علاقوں میں فروغ پا رہی نسلی اور فرقہ وارانہ تشدد کی آگ بجھانے کے فوری اقدامات کریں۔

edit2sahara@gmail.com

لگتی نہیں ہے صبح بھی اب صبح کی طرح
منظر بھی خوش گوار کسی شام کا نہیں
اس بار اس نے ایسی سجائی ہے کہکشاں
جس میں کوئی ستارہ مرے نام کا نہیں

تہذیب ابرار

شدید گرمی

مکرمی!

گرمی کی شدت سے لوگوں کا برا حال ہے۔ گھروں سے نہ نکلنے میں ہی لوگ عافیت سمجھ رہے ہیں، وہیں گھروں میں بھی اے سی اور کولر کے بغیر چین نہیں ہے۔ ایسے میں وہ لوگ جو دن بھر سخت دھوپ اور گرمی میں محنت مزدوری کرتے ہیں، ان کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ گرمی سے انسان تو انسان چرند وپرند کا بھی برا حال ہے۔ ایسے میں مزدوروں وراہ گیروں کے لیے پانی کی سبیلوں کا نظم کیا جاسکتا ہے، وہیں چھتوں پر پرندوں کے لیے اور گھر سے باہر محلّہ میں کتے وبلیوں کے لیے مٹی کے برتن میں پانی رکھا جاسکتا ہے۔ گرمی کی شدت کو کم کرنا تو رب کائنات کے ہاتھ میں ہی ہے لیکن انسانوں اور چرند وپرند کو راحت پہنچانے کی ہم سعی کرسکتے ہیں۔

محمد کاشف
کوچہ پنڈت، دہلی-6

بدعنوانی کی جانچ ہو

مکرمی!

نیٹ یو جی امتحان کے نتائج کے بعد ایک شور بپا ہے۔ جس طرح طلبا کو 720 میں سے 720 نمبر ملے ہیں اور وہ بھی ایک نہیں کئی ٹاپرس ہوئے ہیں، اس نے شبہ پیدا کردیا ہے جس کی وجہ سے تحقیق کا مطالبہ زور پکڑتا جارہا ہے۔ بڑی تعداد میں طلبا وطالبات احتجاج کررہے ہیں اور نیٹ کا امتحان دوبارہ کرانے کا مطالبہ کررہے ہیں۔ وہ طلبا جن کے والدین اپنا پیٹ کاٹ کر یا قرض لے کر اس امید پر کہ ان کے بچے وبچیاں کامیاب ہوں گے، کسی طرح گزارہ کررہے ہیں لیکن جب ایسی بدعنوانیاں سامنے آتی ہیں تو نہ صرف طلبا بلکہ والدین کو بھی شدید صدمہ ہوتا ہے اور کہیں نہ کہیں مایوسی پیدا ہونا فطری ہے۔ یہ معاملہ انتہائی حساس ہے اور طلبا وطالبات کے مستقبل سے وابستہ ہے، اس لیے اس معاملہ میں تحقیق کے بعد مجرمان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی عمل میں لائی جائے اور مستقبل میں ایسا نہ ہو، اس کے لیے بھی ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔

ڈاکٹر حنا کوثر
شاہین باغ، اوکھلا، نئی دہلی-25

مراسلات

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے!

مکرمی!

ادارتی صفحہ پر ایم اے کنول جعفری صاحب کے مضمون بعنوان ’مذہبی جنون کے گرداب سے باہر نکلتے عوام!‘ کے سلسلہ میں عرض ہے کہ افسوس! بیشتر سیاسی جماعتوں نیز ان کے لیڈران کا تو نصب العین ہی ’حصول اقتدار‘ ہوکر رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لیے وہ اکثر وبیشتر کسی بھی حد کی پروانہیں کرتے اور سادہ لوح عوام کو مذہب اور ذات پات کے خطوط پر تقسیم کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ البتہ اس مرتبہ پارلیمانی انتخابات کے نتائج سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ عوام کے لیے مذہب ضروری ہے لیکن اسی کے ہمراہ روزی روٹی بھی لازمی ہے جس کی تائید میں ایک ہندی کہاوت ’بھوکے پیٹ بھجن نہ ہووے گوپالا‘ بھی اکثر سنی جاتی ہے۔ ملک عزیز میں عوام ’کورونا‘ جیسے عذاب ناگہانی کے موذی اثرات سے ایک طویل عرصے تک نبرد آزما رہے جس کے باعث انہیں شدید بیروزگاری، مہنگائی، غربت وافلاس، فرقہ واریت، ماحولیاتی آلودگی، کسانوں کے مسائل وغیرہ بہت کچھ برداشت کرنا پڑا ہے۔ اس لیے ان انتخابات میں رائے دہندگان روٹی، کپڑا اور مکان، علاج وتعلیم کو اہمیت دیتے ہوئے مذہبی جنون اور دھارمک بھاوناؤں پر مبنی سیاست کے جال سے باہر رہے اور انہوں نے خود کو درپیش مسائل کا ادراک کرکے ان کے حل کے متمنی رہتے ہوئے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کیا جس کا نتیجہ سامنے ہے کہ نئے رام مندر کے قیام کے شہر ایودھیا سے بھی حکمراں جماعت کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اب مخلوط حکومت ہے، جس کے ضمن میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا قبل از وقت ہوگا۔ لہٰذا دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے!

اظہر علی خاں - شرافت منزل، کوتوالان، رامپور-1

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
○ حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر وپبلشر **ضیاء قادری** نے سری سیشا سائی انٹر پرائزس' 98/1' کوآپریٹیو انڈسٹریل اسٹیٹ' گاندھی نگر' نزد بالانگر' میڑچل ضلع ملکاجگیری' حیدرآباد-37 میں چھپواکر اور سہارا منزل' سیکنڈ فلور' سیف آباد' روبرو تلنگانہ سکریٹریٹ' حیدرآباد-63 سے شائع کیا۔
For Sahara India Mass Communication Printed & Published by **Zia Qadri**, Printed at Sree Sesha Sai Enterprises, 98/1, Co-Operative Industrial Estate, Gandhi Nagar, Near Balanagar, Medchal-Malkajgiri Dist. Hyd-37 and published from Sahara Manzil, 2nd Floor, Opp. TS Secretariat, Saifabad, Hyderabad-63.
گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) ■ **ریزیڈنٹ ایڈیٹر: محمد شہاب الدین پاشاہ** (shahab_pasha@yahoo.com) * Resident Editor: **Mohammed Shahabuddin Pasha**
For News HYD.: rassahaurdu@gmail.com, Mob: +91 - 9885226377 / +91-8885226377 ■ Advt.: Email : saharadaily@yahoo.com ■ Advt. National: Email: adsahara@gmail.com Mob: +91-9891773434 / 9899452476
■ Website :- www.roznamasahara.com ■ Circulation: +91- 9866207440 : فون نمبرات سرکولیشن ■ 040-23230323 : فیکس ■ 040 - 42006049 :فون نمبر ■ +91- 8885226377: برائے نیوز ارسال واٹس ایپ
*اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار
R.N.I.No-APURD/2007/18610 Roznama Rashtriya Sahara (Hyderabad) 251 شمارہ نمبر 18 جلد:
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں